126316 ـ ملازمت كرنے والى بيوى كا نفقہ خاوند كے ذمہ اور بيوى كا تنخواہ كا مسئلہ

سوال

ميں ملازمت كرتى ہوں اور مكمل ڈيوٹى ادا كرتى ہوں اس ليے ميرى جتنى بھى آمدنى ہوتى ہے ميں اپنے لباس اور جوتے اور صفائى وغيرہ كى اشياء پر صرف كرتى ہوں، ليكن گھر كا كرايہ اور بجلى وغيرہ كے بل اور كچھ دوسرے امور خاوند ادا كرتا ہے.
ميں يہ معلوم كرنا چاہتى ہوں كہ خاوند كو كن اشياء ميں خرچ كرنا واجب ہے ؟
آيا اگر ميرا لباس پھٹا ہوا تو خاوند كو مجھے لباس لا كر دينا واجب ہے ؟
ميرا خاوند كہتا ہے كہ اگر تم چاہتى ہو كہ سارا خرچ ميں ہى برداشت كروں تو پھر ملازمت چھوڑ كر گھر بيٹھ جاؤ كيا اس كى بات صحيح ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

سوال نمبر (3054) كے جواب ميں ہم كتاب و سنت اور اجماع كے كافى دلائل بيان كر چكے ہيں جن سے ثابت ہوتا ہے كہ خاوند كے ذمہ بيوى كا نان و نفقہ واجب ہے، اور يہ نفقہ خاوند كى وسعت اور استطاعت كے مطابق ہوگا، اور يہ بھى بيان ہوا ہے كہ خاوند كے ليے جائز نہيں كہ وہ بيوى كو اپنا خرچ خود برداشت كرنے كا ذمہ دار ٹھرائے، چاہے بيوى مالدار اور غنى بھى ہو، ليكن اگر بيوى اپنى مرضى سے اپنا خرچ خود كرتى ہے تو كوئى بات نہيں.

بيوى كے نان و نفقہ ميں اس كا گرمى اور سردى كا لباس بھى شامل ہے، اس كا يہ مطلب نہيں كہ لباس ہوتے ہوئے بھى ہر سال گرمى اور سردى كا لباس لے كر ديا جائے، اور ہر موسم ميں لباس خريدا جائے، بعض اوقات تو ايسا بھى ہوتا ہے اس كے پاس جو لباس ہے اس نے وہ زيب تن بھى نہيں كيا ہوتا، اور بعض كو ايك يا دو بار ہى پہنا ہوتا ہے.

اور نہ ہى ايسا ہو كہ لباس اسى صورت ميں لے كر ديا جائے جب لباس بالكل پھٹ جائے اور بوسيدہ ہو، بلكہ حسب

ضرورت بیوی کو لباس لے کر دینا ہوگا، اور اس میں خاوند کی لباس خرید کر دینے کی استطاعت کو مدنظر رکھا جائیگا، تا کہ یہ لباس خریداری دوسرے معاملات میں اثرانداز نہ ہو، قرآن مجید میں اسے معروف طریقہ یعنی بہتر اور اچھے طریقہ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ان عورتوں کا نان و نفقہ اور ان کا لباس ہے اچھے اور معروف طریقہ سے، کسی بھی جان کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کیا جائیگا البقرۃ (233).

ابن کثیر رحمہ اللہ الخبیر کہتے ہیں:

" یعنی جس طرح ان جیسی عورتوں کی علاقے میں عادت چل رہی ہو، اور اس میں کوئی اسراف و فضول خرچی اور نہ ہی کوتاہی اور کم درجہ اختیار کیا جائے، بلکہ خاوند مالداری اور تنگ دستی میں اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرے " انتہی

دیکھیں: تفسیر ابن کثیر (1 / 634).

یہاں ہم ایك تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ ملازمت کرنے والی عورت کو بعض اوقات ایسا لباس چاہیے جو عام عورت نہیں استعمال کرتی؛ کیونکہ وہ ملازمت والی جگہ پر ملازمت کرنے والی دوسری عورتوں کے سامنے نت نیا لباس زیب تن کرنا چاہتی ہے، اور یہ چیز اس کے خاوند پر اس کے حقوق میں شامل نہیں، بلکہ یہ عورت کا حق ہے کہ وہ خود مہیا کرے، بلکہ خاوند کے ذمہ وہ لباس ہوگا جو وہ گھر میں پہنےگی، یا پھر شرعی اور مباح تقریبات وغیرہ میں خاوند کی اجازت سے جانے کے لیے اسے استعمال کرنا ہوتا ہے، وہ خاوند خرید کر دیگا، اور اس میں بھی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں کی جا سکتی، بلکہ بیوی کی طبیعت اور اس کے ماحول کے مطابق ہو گا کیونکہ ہر عورت کی طبیعت اور ماحول مختلف ہوتا ہے.

دوم:

اگر شادی کے وقت بیوی نے خاوند پر شرط رکھی ہو کہ وہ شادی کے بعد بھی ملازمت کریگی، اور خاوند نے شرط قبول کر لی تو پھر خاوند پر اسے ملازمت جاری رکھنے کی اجازت دینا واجب ہے، لیکن اگر ملازمت کی نوعیت تبدیل ہو چکی ہے، یعنی وہ حرام میں تبدیل ہو جائے.

مثلا وہ غیر محرم مردوں کے ساتھ مل کر ملازمت کرتی ہو، یا پھر ملازمت ہی حرام ہو مثلا سودی بنکوں میں یا پھر انشورنش کمپنیوں وغیرہ میں ملازمت کرنا، اور اسی طرح اگر ملازمت کے لیے سفر کی ضرورت پڑ جائے اور اس کے ساتھ جانے کے لیے کوئی محرم نہ ہو.

اس لیے اگر اس طرح کا معاملہ ہو جائے تو پھر خاوند دخل اندازی کرتے ہوئے اسے ملازمت جاری رکھنے سے منع کر سکتا ہے، اس صورت میں یہاں شرط کی مخالفت نہیں ہو گی بلکہ خاوند کو شریعت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے اسے ايك غیر شرعی عمل سے روك رہا ہے کیونکہ شریعت نے اسے بیوی کا ذمہ دار بنایا ہے.

حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

جس کسی نے بھی کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں تو اسے وہ شرط پوری کرنے کا کوئی حق نہیں چاہے وہ سو شرطیں بھی ہوں "

متفق علیہ.

لیکن اگر یہ امور اور اشیاء ملازمت نہ ہوں تو پھر شرط پر عمل کرتے ہوئے خاوند کو اسے روکنے کا حق حاصل نہیں بلکہ شادی کے وقت جس شرط پر موافقت ہوئی تھی وہ پوری کی جائیگی.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو معاہدوں کو پورا کیا کرو المآئدة (1).

عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" شرطوں میں ان شروط کا تمہیں پورا کرنے کا زیادہ حق ہے جن کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2572) صحیح مسلم حدیث نمبر (1418).

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں "

سنن ابو داود حدیث نمبر (3594) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

رہا ملازمت کرنے والی بیوی کی تنخواہ کا مسئلہ تو یہ تنخواہ بیوی کا حق ہے، اس سے خاوند کو بیوی کی رضامندی کے بغیر کچھ بھی لینے کا کوئی حق نہیں، یہ سب کچھ اس حالت میں ہے جب عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط رکھی گئی ہو جیسا کہ اوپر بیان بھی کر چکے ہیں.

سوم:

اگر بیوی کی ملازمت عقد شادی کے وقت مشروط نہ تھی تو اب خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ بیوی کو اس شرط پر ملازمت کرنے کی اجازت دے کہ وہ گھریلو اخراجات میں اس کی معاونت کریگی، اور اس میں جس پر خاوند اور بیوی اتفاق کر لیں صحیح ہے؛ کیونکہ بیوی جو وقت ملازمت میں صرف کرتی ہے وہ خاوند کا حق تھا، اس لیے وہ اس کے مقابلہ میں بہتر طریقہ سے معاوضہ لینے کا حق رکھتا ہے.

بھوتی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عقد نکاح کے بعد خاوند کی اجازت سے بیوی کوئی اجرت پر کام نہیں کر سکتی؛ کیونکہ اس سے خاوند کا حق فوت ہو جاتا ہے " انتہی

دیکھیں: الروض المربع (271).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" انسان کے لیے اپنے اہل و عیال بیوی بچوں پر معروف طریقہ سے خرچ کرنا واجب ہے، چاہے بیوی مالدار بھی ہو تو بھی اس کا نان و نفقہ خاوند پر واجب ہے، اور اگر عقد نکاح میں شرط رکھی ہو کہ وہ تعلیم دیتی اور ٹیچنگ کرتی ہے اور شادی کے بعد خاوند اسے نہیں روکےگا تو اس میں شامل ہے، اور خاوند کو بیوی کی تنخواہ لینے کا حق نہیں ہوگا، بلکہ اس میں سے آدھی یا کچھ بھی تنخواہ کا حصہ لینے کا حقدار نہیں.

کیونکہ جب بیوی نے شادی سے پہلے شرط رکھی ہے تو پھر یہ تنخواہ بیوی کا حق ہے اور وہ اسے ملازمت کرنے سے منع نہیں کر سکتا، اور نہ ہی اسے اس کی تنخواہ لینے کا حق ہے یعنی وہ تنخواہ میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا، کیونکہ تنخواہ بیوی کا حق ہے.

ليكن اگر عقد نكاح ميں ملازمت كى شرط نہيں ركھى گئى، اور شادى كے بعد بيوى كو خاوند ٹيچنگ اور ملازمت سے روك دے تو يہاں خاوند اور بيوى كو حق ہے كہ وہ دونوں ملازمت جارى ركھنے كى صورت ميں كوئى اتفاق كرليں، مثلا خاوند كہے كہ ميں اس شرط پر تمہيں پڑھانے كى اجازت ديتا ہوں كہ تم مجھے آدھى يا تيسرا يا چوتھا حصہ تنخواہ ديا كروگى، جس پر ان كا اتفاق ہو جائے اس پر عمل كيا جائيگا.

ليكن جب شادى سے قبل شرط ركھى گئى اور خاوند نے شرط قبول كر لى تو پھر خاوند كو شادى كے بعد بيوى كو روكنے كا حق نہيں، اور نہ ہى وہ بيوى كى تنخواہ سے كچھ لے سكتا ہے " انتہى

ديكھيں: شرح رياض الصالحين (6 / 143 _ 144).

چہارم:

ہم خاوند اور بيوى كو نصيحت كرتے ہيں كہ وہ اپنى ازدواجى زندگى كو تجارت ميں دو شريكوں كى طرح حساب و كتاب كر كے مكدر اور اجيرن نہ بنائيں! بلكہ وہ تو ايك اسلامى خاندان كى تاسيس ميں ايك دوسرے كے شريك ہيں، ان كى شراكت تجارتى نہيں، بلكہ ايك گھرانہ بنانے ميں شراكت ركھتے ہيں.

اس ليے خاوند اور بيوى ميں اس طرح كے اختلافات كى كوئى گنجائش نہيں، اور نہ ہى انہيں ايسے اختلافات كرنے كى كوشش كرنى چاہيے، چنانچہ عورت راضى و خوشى اپنا مال خرچ كر كے زندگى كے معاملات ميں خاوند كى معاونت كرتى رہے، اور اسى طرح خاوند كو بھى بقدر استطاعت بيوى كا مال لينے سے اجتناب كرنے كى كوشش كرنى چاہيے؛ كيونكہ يہ مرد كى قواميت و نگران ہونے پر سلبى اثر كا باعث بنتى ہے، اس ليے كہ اللہ تعالى نے بيوى پر خرچ كرنے كو مرد كى قواميت ميں شامل كيا ہے.

جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

مرد عورتوں پر نگران ہيں اس ليے كہ اللہ نے بعض كو بعض پر فضيلت دى ہے، اور اس ليے كہ انہوں نے اپنے مال خرچ كيے ہيں النساء (34).

بيوى گھريلو اخراجات ميں خاوند كى جو معاونت كرتى ہے، اور خاوند كو جو رقم بطور قرض ديتى ہے مرد كو اس ميں فرق كرنا چاہيے، پہلى چيز يعنى بيوى جو گھريلو اخراجات ميں اپنى مرضى سے خاوند كى معاونت كرتى ہے اسے اس كا مطالبہ كرنے كا حق نہيں، كيونكہ اس نے اپنى مرضى سے خرچ كيا ہے، لہذا اس كو رجوع كا حق نہيں، ليكن جو

بطور قرض دیا ہے وہ اس کا مطالبہ کر سکتی ہے.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" آپ اپنی بیوی کی رضا و خوشی سے اس کی تنخواہ لیں تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں، اور اسی طرح ہر وہ چیز جو بیوی نے بطور تعاون کیا ہو آپ کے لیے اسے لینے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن شرط یہ ہے کہ بیوی نے اپنی خوشی و رضامندی سے کیا ہو اور وہ عقل و رشد رکھتی ہو.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ النساء کے ابتدا میں فرمایا ہے:

تو اگر وہ اس میں سے تمہیں اپنی خوشی سے کچھ دے دیں تو تم خوشی سے کھاؤ .

چاہیے یہ رسید کے بغیر ہی ہو، لیکن اگر آپ کو اس کے خاندان والوں سے کسی قسم کا خدشہ ہو یا بیوی کے واپس مانگنے کا ڈر ہو تو پھر آپ کے لیے اسے بطور احتیاط رسید لکھ دینی چاہیے " انتہی

دیکھیں: فتاوی ابن باز (20 / 44).

شیخ محمد بن مختار شنقیطی حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی اجرت پر کام یا ملازمت نہیں کر سکتی.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

مرد عورتوں پر نگران ہیں النساء (34).

اللہ سبحانہ و تعالی نے مرد کو اپنی بیوی کے معاملات اور امور سرانجام دینے کا کہا ہے.

اس لیے خاوند کو متنبہ رہنا چاہیے؛ کیونکہ خاوند اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے اور اس نے اس کے بارہ میں اللہ کو جواب بھی دیا ہے، اور بیوی اس کی رعایا میں شامل ہوتی ہے، لہذا اگر خاوند دیکھے کہ بیوی کی ملازمت کرنے میں ہی مصلحت پائی جاتی ہے تو وہ اسے اجازت دے اور اس میں اس کی معاونت بھی کرے، خاص کر اس دور میں کتنی ہی نیک و صالح عورتیں تعلیم و تربیت کے لیے کام کرتی ہیں جس میں امت کا بھی بھلا ہے اور اس کا اپنا بھی! مردوں کو عورتوں کے حقوق میں ظلم کا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی وہ ان پر ظلم کریں اور ان کے حقوق ضائع بھی

مت کریں.

اور جب دیکھے کہ بیوی کو ملازمت سے روکنا اور منع کرنا بیوی کے لیے بہتر ہے، تو وہ روک دے، تو میں عورت کو یہی نصحیت کرتا ہو کہ خاوند کی اطاعت کرتے ہوئے ملازمت مت کرے، اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں جو عورت بھی اللہ سبحانہ و تعالی اور یوم آخرت پرایمان رکھتی اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی اور بات مانتی ہے، خاص کر جب خاوند میں غیرت پائے اور خیر و بھلائی کی محبت دیکھتی ہو، تو وہ اللہ سبحانہ و تعالی سے اجروثواب کی نیت رکھتے ہوئے خاوند کی بات مان لے تو اللہ سبحانہ و تعالی ایسی عورت کی دنیا و آخرت میں آنکھیں ٹھنڈی کر دےگا.

اس عورت کو چاہیے کہ وہ راضی رہے اور اطاعت کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالی کی حکم عدولی مت کرے، بلکہ اس کے حکم پر راضی ہو کر اس پر مطمئن ہو رہے، کیونکہ جو راضی رہتا ہے رضا اسے ہی حاصل ہوتی ہے.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے سمع واطاعت کرنے والے کے لیے تو دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی کا وعدہ کر رکھا ہے، اور یہ کامیابی دین و دنیا اور اور آخرت سب کو شامل ہے.

عورت اپنا حال دیکھے کیونکہ جو وقت اور گھڑی اور دن وہ اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارتی ہے تو وہ خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری میں خیر عظیم پائیگی جس کا علم اللہ عزوجل کو ہی ہے.

بہت سارے واقعات ہمارے سامنے ہیں کہ نیك و صالح عورتوں کو ان کے خاوندوں نے حکم دیا اور انہوں بلا چوں و چران تسلیم کر لیا، اور کسی کام سے روکا تو وہ رك گئیں اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس امر اور نہی میں ان کے لیے خیر عظیم پیدا کر دی جس کا علم صرف اللہ کو ہی ہے!

اور عورت کے گھر سے نکلنے میں کتنا ہی فتنہ انتظار میں رہتا کہ اللہ سبحانہ و تعالی اس کے خاوند کو بیوی پر مسلط کر دیتا ہے اور وہ اسے جانے سے روك دیتا، جب وہ باہر جانے سے رك جاتی ہے تو فتنہ سے بچ جاتی ہے.

ہو سکتا ہے وہ جاتی تو خود بھی گمراہ ہوتی اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتی، لیکن اللہ سبحانہ و تعالی نے اس پر اپنا رحم و کرم کرتے ہوئے اسے سمع و اطاعت کی توفیق سے نواز دیا تو وہ بچ گئی؛ یہ تو مجرب چیز ہے " انتہی

ماخوذ از: شرح زاد المستقنع للشیخ شنقیطی.

واللہ اعلم .